نمبر ۶۷ | مورخہ ۴ر دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۳ر رجب سنہ ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ حضورؑ نے سائمن رپورٹ پر جو تبصرہ رقم فرمایا ہے۔ اور جس کا انگریزی ترجمہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اس کی اردو میں کتابت ختم ہو گئی ہے ؞

خواتین کے جلسہ سالانہ کے لئے مرکزی لجنہ اماء اللہ سرگرمی کے ساتھ انتظامات میں مصروف ہے۔ خواتین اپنی مہمان بہنوں کی خدمت گذاری کے لئے اپنے نام پیش کر رہی ہیں ؞

جناب ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی کوشش سے اس سال قادیان درنیکلر فائنل کے امتحان کے لئے سنٹر مقرر ہوا ہے ؞

منشی فخر الدین صاحب تاجر کتب کی اہلیہ ثانی مردہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے سخت علیل تھیں۔ افسوس ہے کہ ۳ر دسمبر شب کو فوت ہو گئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دوست کامل بننا چاہیئے۔ یا دشمن کامل

"یہ خیال کہ کیونکر اعلےٰ درجہ کی ارادت و محبت کی نسبت پیدا کی جائے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر تو اعلےٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمائش نہیں ہو سکتی مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسیقدر قرائن سے یہ تکلف ارادتمندوں کا پیرایہ پہن لیتا ہے۔ پھر عنایت الٰہی سے بمشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبعیت میں داخل ہو جاتا ہے صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں۔ مگر روز ازل سے انہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں۔ جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں اور غایت درجہ کے دشمن پر جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اس کے درپے آزار رہتا ہے۔ تو آخر ایک دن غیرت الٰہی جوش مارتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ من عادلی ولیاً فقد اذنتہ للحرب اس لئے یہ اصول نہایت صحیح ہے۔ کہ جس کو کرامات دیکھنے کا شوق ہو۔ وہ یا غایت درجہ کا دوست ہو جائے۔ یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ کہ خواہ نخواہ کھیل کیطرح دکھائی جائے۔ اللہ جلشانہ اور اس کے وفادار بندے بجز اللہ سے لاپرواہیں۔ اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی ان کی عادت نہیں اگرچہ اولیائے اللہ پر کرامات الٰہی بارش کی طرح برستی ہیں۔ لیکن غیر جب تک کہ پورا دوست یا پورا دشمن نہ ہو۔ ان انوار کے مشاہدات سے بے نصیب رہتا ہے۔ اس عاجز نے جو سولہ ہزار اشتہارات کرامت نمائی کے لئے شائع کیا تھا۔ اور شرط کی تھی۔ کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو۔ تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے۔ اس کا ہرجہ دیا جائے گا۔ اس اشتہار سے اللہ جلشانہ کی غرض یہی تھی۔ کہ اس پابندی سے وہی شخص آکر ایک سال تک بیٹھے گا۔ جو تمہارا دشمن ہو گا۔ اس میں شک نہیں اور خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور دل میں بہت خواہش ہے۔ کہ وہ کرامات الٰہی جو یہ عاجز دیکھ رہا ہے۔ لوگ بھی دیکھیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کیا۔ دوست کامل بننا چاہیئے۔ یا دشمن کامل۔ تا آسمانی نشانات ظاہر ہوں"

(الحکم ۸۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء)

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

سالٹ پانڈ سے ۵۴ میل کے فاصلہ پر سویڈرو (Swedru) ایک مشہور شہر ہے۔ اس سے ۴ میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ اسافو (Assafo) ہے۔ اس سے آگے کو یانکو (Kwanyako) اور مانکرون (Mankrong) دو بڑے زراعتی مرکز ہیں۔ یہ چاروں شہر آگونہ کی ریاست میں واقع ہیں۔ اپنی گذشتہ رپورٹ میں آگونا کی زمین کی زرخیزی خصوصاً کوکو کی کاشت کا ذکر کر چکا ہوں۔ گولڈ کوسٹ کے مقابلتاً غیر زرخیز علاقوں کے لوگ یہاں آکر کوکو کی کاشت کرتے ہیں۔ اور سال کا اکثر حصہ یہیں گزارتے ہیں۔ ہمارے احمدی دوست کثرت سے آگونا کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں عارضی طور پر سکونت پذیر ہیں۔ پچھلے دورہ میں مندرجہ بالا چار شہروں میں تبلیغ نہیں کر سکا تھا۔ سالٹ پانڈ اور سویڈرو کے درمیان ایک اور ریاست اجوماکو (Ajumako) ہے۔ جہاں ہماری چھ جماعتیں ہیں۔ اوماہین (بڑا سردار۔ سلطان) اجوماکو میں رہتا ہے۔ خاکسار نے ۲۴ ستمبر کو یہاں ایک پبلک لیکچر دیا جس میں اوماہین بھی شریک ہوئے۔ شہر کا خواندہ طبقہ موجود تھا۔ لیکچر کے بعد بت پرستوں اور عیسائیوں نے سوالات کر کے تبلیغ کا مزید موقعہ پیدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس شہر میں جلد اسلام پھیلائے ؛۔

۲۵ ستمبر کو سویڈرو پہنچکر ۲۶ کی صبح کے لئے ایک پبلک لیکچر کا انتظام کیا۔ لیکچر میں شہر کا سلطان بھی شامل ہوا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت بیان کی اور حضور کی آمد کے متعلق بائیبل سے پیشگوئیاں سنائیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خدائی کا رد عقلی اور نقلی طور سے۔ اور کفارہ کا بطلان وغیرہ امور کی تشریح کی۔ حسب دستور بت پرست۔ اور عیسائیوں کی طرف سے سوالات ہوئے۔ جن کے جواب دیئے گئے سویڈرو میں قیام کے دوران میں خاکسار شہر کے اکابرین سے جو اوماہین کی کونسل کے ممبر ہیں۔ ملنے گیا۔ اور تفصیل کے ساتھ تبلیغ کی۔ یہاں کے بت پرست اسلام کے بہت قریب ہیں۔ بعض مشرکانہ رسوم ان کے راستہ میں روک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ سویڈرو کے دورہ کے بعد اسافو پہونچا۔ اور پبلک لیکچر دیا۔ جس میں گاؤں کا چیف شامل ہوا۔ جہاں جہاں دورہ کرتا ہوں۔ لیکچر کے بعد یورپین نو مسلمین کے فوٹو بھی دکھائے جاتے ہیں۔ جس کا افریقن لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ اسافو میں ہماری کوئی واقفیت نہ تھی۔ چیف نے کمال مہربانی سے خود ہی مکان کا انتظام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اس کے بعد کو یانکو پہونچا۔ لیکن افسوس باوجود کوشش کے پبلک لیکچر کا انتظام نہ ہو سکا۔ وجہ یہ کہ لوگ نئے اوماہین کا انتخاب کر رہے تھے انفرادی تبلیغ کے لئے عیسائیوں اور بت پرستوں سے ملنے گیا اکابرین میں سے چھ اصحاب کو تبلیغ کی۔ عام لوگوں میں بھی تبلیغ کی گئی سب سے آخر مانکرون (Mankrong) پہونچا۔ قریباً سارا گاؤں ہی لیکچر میں شامل ہوا۔ لیکچر کے بعد دو گھنٹے تک عیسائی صاحبان سوالات کرتے رہے ؛۔

سویڈرو میں غیر احمدی مسلمانوں کے محلہ میں جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی اطلاع دی۔ بہت سا لوگ کثرت سے جمع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو کچھ میں نے قرآن شریف اور احادیث سے بیان کیا۔ سب نے اس کی تصدیق کی۔ ایک ملا طبیعت شخص نے کچھ گڑبڑ پیدا کرنی چاہی۔ مگر امیر نے اسے یہ کہکر خاموش کر دیا۔ " تم اگر نہیں مانتے تو نہ مانو۔ ہم سب مانتے ہیں کہ واقعی حضرت مہدی علیہ السلام آگئے ہیں "۔

گولڈ کوسٹ میں سینکڑوں ایسے قصبات ہیں جہاں پہلے تبلیغ نہیں ہو سکی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کو احمدیت کے نور سے منور کرے۔ نہ صرف یہ بلکہ خدا تعالیٰ تمام افریقہ کو اسلام کے نور سے روشن کرے۔ پادری صاحبان نہایت مستعدی سے تثلیث کا پرچار کر رہے ہیں۔ ان کی پالیسی ایسی ہے۔ کہ جوں جوں لوگ تعلیم حاصل کریں۔ عیسائی ہوتے جائیں گے ؛۔

جہاں تک میرا علم ہے۔ مغربی افریقہ میں ایک بھی ایسا سکول نہیں۔ جہاں بائیبل کی تعلیم لازمی نہ ہو۔ سوائے احمدیہ سکول سالٹ پانڈ کے۔ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں۔ کہ کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ آدمی بھی تین خدا نہیں مان سکتا۔ اس واسطے سکول کھول رکھے ہیں۔ کہ بچپن سے ہی عیسائیت کا دلدادہ بنایا جائے۔ سکولوں کے ذریعہ لوگوں کو عیسائی بنانا ایک نہایت خطرناک پالیسی ہے۔ گورنمنٹ بھی تمام ایسے سکولوں کو جن میں بائیبل کی تعلیم لازمی ہے۔ مالی امداد دیتی ہے ؛۔

خاکسار نذیر احمد مبلغ اسلام سالٹ پانڈ۔ گولڈ کوسٹ ۳۰ / ۱۰ / ۳

مبلغین کے متعلق اطلاع

(۱) جناب میر قاسم علی صاحب و مولوی محمد یار صاحب جماعت احمدیہ خانیوال سے واپس آئے (۲) مولوی عبد الغفور صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں کے بقیہ دورہ کی تکمیل کے لئے خانیوال سے آگے روانہ ہوگئے۔ (۳) جماعت احمدیہ سامانہ کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۹۔۳۰۔ نومبر و یکم دسمبر میں مولوی غلام رسول صاحب افغان اور چودھری محمد عمر صاحب نے شرکت فرمائی۔ (۴) مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری و مولوی عبد الرحمن صاحب انوری یکم دسمبر کو ضلع فیروزپور کے دورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بھٹنڈہ و فرید کوٹ ان کے دورہ میں شامل ہیں (۵) جماعت احمدیہ خادخ نے یکم دسمبر کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ مولوی رحمت علی صاحب و مولوی محمد صادق صاحب بخیریت پہونچ گئے ہیں ؛۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پروگرام جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ

بابت سنہ ۱۹۳۰ء

۲۶۔ دسمبر سنہ ۳۰ء بروز جمعہ

۱۰۔ بجے سے ½ ۱۰۔ بجے تک۔ تلاوت قرآن کریم و نظم

½ ۱۰۔ بجے سے ۱۱۔ بجے تک۔ احمدیت کی ترقی کا راز

زبیدہ خاتون صاحبہ آف پشاور

۱۱۔ بجے سے ۱۲۔ بجے تک۔ سیرۃ نبی کریمؐ قرآن کی عملی تصویر ہے

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے

۱۲۔ بجے سے ایک بجے تک۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے قرآن کریم و احادیث

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

۲۷۔ دسمبر سنہ ۳۰ء بروز ہفتہ

۱۰۔ بجے سے ½ ۱۰۔ بجے تک۔ تلاوت قرآن کریم و نظم

½ ۱۰۔ بجے سے ۱۱۔ بجے تک۔ عورتوں کی اصلاح خود ان کے ہاتھ میں ہے

محترمہ ام طاہر صاحبہ

۱۱۔ بجے سے ایک بجے تک۔ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

ایک بجے سے ½ ۱ بجے تک۔ دنیا میں امن قائم رکھنے کا واحد ذریعہ صرف احمدیت ہی ہے ؛۔

افتخار اختر صاحبہ (الف۔ اے) آف لاہور

½ ۱ بجے سے ۲۔ بجے تک۔ نماز کی فلاسفی اور اس کے فوائد

محمودہ خاتون صاحبہ آف منٹگمری

۲۸۔ دسمبر سنہ ۳۰ء بروز اتوار

۱۰۔ بجے سے ½ ۱۰۔ بجے تک۔ تلاوت قرآن کریم و نظم

½ ۱۰۔ بجے سے ½ ۱۱ بجے تک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

½ ۱۱ بجے سے ۱۲۔ بجے تک۔ عورتوں میں تعلیم مذہبی کی ضرورت

جناب سیدہ سارہ بیگم صاحبہ

۱۲۔ بجے سے ½ ۱۲ بجے تک۔ وفات مسیح ناصری علیہ السلام

معصومہ رشیدہ صاحبہ آف امرتسر

½ ۱۲ بجے سے ایک بجے تک۔ صداقت مسیح موعود علیہ السلام

امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

ایک بجے سے ½ ۱ بجے تک۔ تعلیم نسواں

استانی مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم

½ ۱ سے ۲۔ بجے تک۔ متفرقات و دعا ؛

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

آئندہ مردم شماری اور جماعت احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت نہایت اہم اعلان

ہندوؤں کی سرگرمیاں

جوں جوں مردم شماری کا مقررہ وقت قریب آرہا ہے۔ ہندو اس میں اپنی تعداد زیادہ سے زیادہ دکھانے اور ایسی اقوام کو جو بڑے زور کے ساتھ اپنے آپ کو ہندوؤں سے علیحدہ قرار دیتی ہیں اور ہندوؤں میں شامل نہیں ہونا چاہتیں۔ ہندو قرار دینے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہے ہے۔ اور ہر ممکن طریق استعمال کرنے کے انتظامات سوچ رہے ہیں۔ ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈر ایک ایسی مرکزی کمیٹی کے ممبر بن چکے ہیں۔ جس کا کام ہر جگہ اس قسم کی کمیٹیاں بنانا ہے۔ جو مردم شماری کے موقعہ پر ہندوؤں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں گی۔ خفیہ اور پوشیدہ منصوبوں کے علاوہ اس قسم کے اعلانات پے درپے شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن میں ہندوؤں کو مردم شماری کے متعلق خاص ہدایات دی جا رہی ہیں۔ اور اچھوت اقوام کو ان کے لیڈروں کی مرضی اور منشاء کے صریح خلاف ہندو لکھانے پر مجبور کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں:۔

مسلمانوں کی غفلت

لیکن افسوس کہ مسلمان بالکل غافل بیٹھے ہیں۔ اور باوجود مسلمان اخبارات کی چیخ و پکار کے انہوں نے اس وقت تک کوئی ایسا انتظام نہیں کیا۔ جو مردم شماری کے کاغذات میں مسلمانوں کی صحیح تعداد کے اندراج کے لئے ضروری ہے۔ اور جس کی وجہ سے مسلمان اس نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔ جس کا شکار گذشتہ مردم شماریوں کے مواقع پر وہ بہت بُری طرح ہوتے رہے ہیں:۔

اس بات کے ثبوت میں کہ ہندوؤں کی تعداد نہ صرف موت و حیات کے قدرتی عمل کی وجہ سے بلکہ ہندوؤں کے برضا و رغبت مسلمان ہونے کے باعث بھی بڑی سرعت کے ساتھ کم ہو رہی ہے۔ خود ہندوؤں کی شہادتیں موجود ہیں۔ اور ہندو اعداد و شمار کے لحاظ سے خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کی تعداد میں روز بروز کمی واقعہ ہو رہی ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ چاہتے ہیں۔ کہ مردم شماری کے رو سے اپنی تعداد گذشتہ مردم شماری سے بھی زیادہ پیش کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے بڑے بڑے لیڈر مردم شماری کی طرف متوجہ ہو رہے ہے اور ایسے طریق سوچ رہے ہیں۔ جن پر عمل کرکے وہ اپنی تعداد زیادہ سے زیادہ دکھا سکیں۔ غافل اور لاپرواہ مسلمانوں کی آنکھیں ہندوؤں کی ان سرگرمیوں سے اگر پہلے نہیں کھلیں۔ تو اب ضرور کھل جانی چاہئیں۔ اور انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر وہ ہوش میں نہ آئے۔ اور انہوں نے اپنی تعداد مردم شماری کے کاغذات میں صحیح طور پر درج کرانے کی کوشش نہ کی۔ تو ہندوستان کے وہ صوبے جہاں مسلمانوں کی قلت ہے۔ وہاں تو وہ قلت میں رہیں گے ہی۔ جہاں ان کی کثرت ہے۔ وہاں بھی قلت میں ہو جائیں گے۔ یا اگر کچھ کثرت رہی بھی۔ تو وہ اتنی معمولی ہوگی۔ جو قطعاً قابل التفات نہ ہوگی:۔

مسلمانان پنجاب بیدار ہوں

پنجاب کے مسلمانوں کو اس وقت خاص طور پر متوجہ ہونا چاہیئے۔ سابقہ مردم شماری کے لحاظ سے ان کی تعداد دوسری تمام اقوام کے مقابلہ میں چھپن فیصدی قرار پائی تھی۔ گو آبادی کی اس نسبت کے لحاظ سے انہیں سیاسی اور ملکی حقوق حاصل نہیں۔ اور اس کا باعث برادران وطن کی غاصبانہ ذہنیت اور گورنمنٹ کی عدم توجہی ہے۔ لیکن جب مسلمان اپنی تعداد پیش کرکے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو نہ گورنمنٹ اور نہ ہندو انکار کی کوئی معقول وجہ پیش کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کو تو اس مطالبہ کے آگے جھکنا ہی پڑے گا۔ خواہ آج جھکے۔ یا کل۔ لیکن ہندو جھکنا نہیں چاہتے۔ اس لئے وہ یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ایک طرف تو اپنی تعداد زیادہ دکھائیں۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کی تعداد کم کر دیں۔ اگر اس میں انہیں کامیابی حاصل ہو گئی۔ تو مسلمان غور کریں۔ کہ ان کے سیاسی اور ملکی حقوق پر کس قدر ناگوار اثر پڑے گا۔ اور ان کا پنجاب میں چھپن فیصدی کی نسبت سے حقوق حاصل کرنا تو الگ رہا یہ دعوے بھی قائم نہ رہ سکے گا:۔

79

جماعت احمدیہ سے گزارش

ان حالات میں مسلمانان پنجاب کے لئے نہایت ضروری ہے کہ مردم شماری کے کاغذات میں اپنی صحیح تعداد درج کرانے اور ہندوؤں کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنے کے لئے پورا پورا انتظام کریں۔ مردم شماری کی ابتدائی کارروائیاں ہر جگہ شروع ہو چکی ہیں اور ان کے اختتام پذیر ہونے میں بہت تھوڑا وقت باقی رہ گیا ہے لیکن ابھی تک اس بارے میں مسلمانوں میں کوئی بیداری نظر نہیں آتی۔ اور کسی نظام میں منسلک نہ ہونے کی وجہ سے امید بھی نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ بطور خود کوئی خاطر خواہ انتظام کر سکیں گے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت ہم جماعت احمدیہ کو اس اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف پنجاب کے شہروں میں بلکہ بہت سے قصبوں اور دیہات میں بھی احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ اور اکیلے دوکیلے احمدی تو اکثر مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ قوم کا درد رکھنے والے مسلمانوں کو مردم شماری کی اہمیت کا احساس کرا کر اس بات کے لئے آمادہ کریں۔ کہ وہ اپنے میں سے سمجھدار اور ذی اثر اصحاب منتخب کرکے ان کی یہ ڈیوٹی لگائیں۔ کہ مردم شماری کرنے والوں کے ساتھ رہ کر صحیح اندراجات کرائیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری جماعت کے احباب جہاں جہاں بھی یہ تحریک کریں گے اور اس کام کے لئے اپنی خدمات سب سے پہلے پیش کریں گے۔ وہاں ضرور انہیں کامیابی ہوگی۔ اور ان کی مدد کرنے والے ایسے مسلمان کھڑے ہو جائیں گے۔ جو بخوشی اس کام کی ذمہ داری اٹھالیں گے کیونکہ یہ سراسر ان کے فائدہ اور بہت بڑے نقصان سے محفوظ رہنے کی بات ہے۔ اور اس کے لئے کوئی ایسی مشقت بھی برداشت نہیں کرنی پڑے گی۔ جو ناگوار ہو۔ لیکن اگر خدانخواستہ کسی جگہ کے مسلمان اس قدر بے حس اور اتنے خود فراموش ہوں۔ کہ وہ اس تحریک میں شامل ہونا نہ چاہیں۔ تو وہاں جس قدر احمدی ہوں۔ انہیں اپنے سب کام چھوڑ کر بھی اس سارے بوجھ کو خود اٹھانے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔

کیا کرنا چاہیئے

اس بارے میں جو انتظام ہونا چاہیئے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ مردم شماری کے آخری وقت میں جو تمام ہندوستان کے لئے ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۱ء کی رات مقرر ہے۔ ہر اس جگہ جہاں مسلمان آباد ہوں۔ ایسے مسلمان مقرر کئے جائیں۔ جو مردم شماری کے کاغذات کی گھر بہ گھر پھر کر پڑتال کرنے والی پارٹیوں کے ساتھ رہیں۔ اور کاغذات کے اندراجات کے درست ہونے کے متعلق اپنا اطمینان کرتے جائیں۔ اگر کوئی اندراج درست نہ ہو۔ یا مکمل نہ ہو۔ تو شمار کنندوں سے کہکر اس کی اصلاح

یا تکمیل کرائیں۔ اس کے ساتھ ہی وُہ یہ بھی دیکھیں۔ کہ دیگر اقوام کے متعلق مردم شماری کے کاغذات میں جو ہدایات درج ہیں۔ اور اُن کے لئے جو خانے مخصُوص ہیں۔ وُہ درست طور پر پُر کئے جاتے ہیں۔ یا نہیں۔ اور کوئی ایسی صُورت تو اختیار نہیں کی گئی۔ کہ افسران مردم شماری کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہُوئے وُہ لوگ جو ہندوؤں میں شامل نہیں ہیں۔ ہندُو لکھ لئے گئے ہیں۔ غرض ایک طرف تو ان کا یہ کام ہو۔ کہ مسلمانوں کی صحیح تعداد میں کسی قسم کی کمی نہ واقعہ ہونے دیں۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کی تعداد میں کوئی بے جا اضافہ نہ کرنے دیں۔ اس بارے میں وُہ اگر کوئی بے ضابطگی اور قواعد کی خلاف ورزی پائیں۔ تو اس کی اصلاح کی طرف شمار کنندوں کو توجہ دلائیں۔ اگر وُہ ان کے سامنے اصلاح کر دیں۔ تو بہتر۔ ورنہ اس قسم کی تمام باتیں نوٹ کر کے جس میں مردم شماری کرنے والوں کے نام اور مکان کا نمبر وغیرہ بھی ہو سپرنٹنڈنٹ صاحب مردم شماری کی خدمت میں بھیجدیں۔ اور اس کی ایک نقل دفتر امُور عامہ قادیان میں بھی ارسال کر دیں۔ تاکہ ضروری کارروائی کی جا سکے :۔

وسیع انتظام کی ضرورت

یہ صرف ایک رات کا کام ہے۔ لیکن اس کے لئے نہایت وسیع پیمانہ پر انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اسی رات ہر جگہ یہ کام ہوگا۔ اس کے لئے ابھی سے آدمی منتخب کر لینے چاہئیں اور انہیں ضروری ہدایات سے آگاہ کر دینا چاہیئے۔ احمدی جماعتوں کے ہر ایک فرد سے اور خاص کر کارکن اصحاب سے گزارش ہے۔ کہ وُہ یہ مضمون ملاحظہ فرماتے ہی جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں لکھا گیا ہے۔ اپنے اپنے ہاں یہ ضروری تحریک شروع کر دیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ دوسرے مسلمانوں کو اس میں شریک کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس کام کی وسعت اور اہمیت کے لحاظ سے جتنے زیادہ آدمی اپنے آپکو اسکے لئے پیش کریں گے۔ اور جتنے زیادہ اثر اور رسُوخ رکھنے والے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں گے اتنا ہی زیادہ عمدگی سے سر انجام پذیر ہوگا :۔

کام کی اطلاع دی جائے

احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کے لئے جس قدر جد وجہد کریں۔ اور اس کے جو نتائج رونما ہوں۔ ان کی اطلاع ساتھ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دیتے رہیں اور جو مشکلات پیش آئیں۔ وُہ بھی لکھتے رہیں۔ تاکہ ان کے ازالہ کے لئے ضروری ہدایات انہیں پہونچتی رہیں۔ اور ان کی سرگرمیاں حضُور کی خوشنودی کا باعث ہوں :۔

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہماری جماعت کو مسلمانوں کی خدمت کا یہ ایک نہایت عمدہ موقعہ دیا ہے۔ اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اپنی ان تھک جد وجہد اور کوشش سے اپنی بے مثل تنظیم اور بے ریا خدمتگذاری کا سکہ بٹھا دینا چاہیئے :۔

قادیان کے سکول کی مرکزی حیثیت

خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب انسپکٹر آف سکولز نے ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کرنے کے بعد جو رائے ظاہر فرمائی۔ اس میں لکھا :۔

"میری صرف ایک آرزُو ہے۔ کہ اس سکول میں اس کی مرکزی حیثیت کے لحاظ سے کوئی خاص امتیازی نشان ہونا چاہیئے"

یہ الفاظ آریہ اخبار "پرکاش" (۳۰۔ نومبر) کو بہت ناگوار گذرے ہیں۔ اور اسے یہ دریافت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کہ "کیا انسپکٹر صاحب بتائیں گے۔ کہ قادیان کے کسی سکول کو ایک انسپکٹر کی نگاہ میں مرکزی حیثیت کیسے حاصل ہے"؟

اگر تعصب اور جہالت کا پردہ "پرکاش" کی آنکھوں پر نہ پڑا ہوتا۔ تو اسے یہ سوال کرنے کی قطعاً ضرورت محسوس نہ ہوتی کون نہیں جانتا۔ قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز ہے اور مرکز میں جو سکول ہو۔ اسے ہر سمجھدار انسان کے نزدیک مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انسپکٹر صاحب نے یہ آرزو ظاہر کی ہے۔ کہ اس سکول میں مرکزی حیثیت کے لحاظ سے کوئی خاص امتیاز ہونا چاہیئے۔ اور آگے اس کی تشریح فرما دی ہے۔ کہ "تعلیمی پہلُو میں عربی اور اردو میں اپنے آپ کو ممیز کرنا چاہیئے"۔

یہ انسپکٹر آف سکولز کی عین اپنے فرض کی بجا آوری ہے کیونکہ ان کا کام ہے۔ کہ اپنے حلقہ کے ہر ایک سکول کو تعلیمی پہلُو میں خاص امتیاز حاصل کرنے کی تحریک کریں :۔

امام مسجد ووکنگ گاندھی جی کے حامیوں میں

لنڈن میں ایک سوسائٹی ہے جس کا نام "گاندھی سوسائٹی" ہے اس کے چند ممبروں نے اپنے نام پر مسٹر گاندھی کو ان کی سالگرہ کی تقریب پر حسب ذیل تار دیا ہے :۔

"گاندھی۔ یرواده جیل۔ پونا۔ ہندوستان"

سالگرہ مبارک۔ ہمدردی اور امداد سب یورپین۔ امریکن اور ہندوستانی احباب کی طرف سے"

اس کے نیچے اٹھارہ نام تار دینے والوں کے درج ہیں۔ جن میں اکثر انگریز ہیں۔ ایک نام مسٹر عبد المجید امام مسجد ووکنگ" کا بھی ہے یہ تار پڑھ کر ہمیں صرف اس بات پر حیرانی ہے۔ کہ ایک طرف تو امام مسجد ووکنگ گاندھی سوسائٹی کا ممبر بن کر مسٹر گاندھی سے اپنی ہمدردی اور امداد کا اعلان کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے قبلہ "حضرت امیر" اپنے آپ کو اور اپنی لاہوری پارٹی کو کانگرسی پولیٹکل تحریکوں سے قطعی الگ اور بالکل علیحدہ ظاہر فرماتے ہیں۔ اب فرمایئے کس کو سچا سمجھیں۔ اگر کسی نے یہ تار دیکھنا ہو۔ تو اٹھائیس نومبر کے "ٹریبیون" کا صفحہ ۳ ملاحظہ کرے۔ اور ان لوگوں کے نفاق یا شقاق کی داد دے :۔

انقلاب کے خلاف انقلاب پسندوں کی کوششیں

روس میں ۹ اشخاص پر حکومت سوویٹ کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں ایک مقدمہ چل رہا ہے۔ جس کے ملزمین میں پروفیسر اور انجینئر شامل ہیں۔ سوویٹ کے حکام ملزمین مقدمہ سازش کے خلاف وسیع پیمانے پر مظاہرے کر رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے روس کے بڑے بڑے شہروں میں جلوس نکالے گئے۔ تاکہ ججوں پر یہ اثر ڈالا جائے۔ کہ ملک ملزمین کو سزائے موت دیئے جانے کا مطالبہ کرتا ہے

یہ ان لوگوں کی کوشش ہے۔ جو خود تھوڑا ہی عرصہ قبل ایک حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی حکومت قائم کر چکے ہیں۔ اور جن کا دعویٰ ہے۔ کہ ان کی حکومت میں ہر ایک کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اگر عملی لحاظ سے ان کا یہ دعویٰ درست ہوتا۔ تو سوویٹ حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش اور مسلح بغاوت پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جاتی۔

اس سے جہاں سوویٹ حکومت کے عام فریب دعاوی کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ وہاں یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ انقلاب کے شیدائی اپنے خلاف انقلاب برپا کرنے والوں کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں۔ جس کے وُہ خود شاکی ہوتے ہیں۔ اور جسے پیش کر کے وُہ عوام کی ہمدردی اور امداد حاصل کرتے ہیں۔ اگر ہندوستانی انقلاب پسندوں کو ملک میں اقتدار حاصل ہو جائے۔ تو یہی مثال ان پر بھی منطبق ہوگی۔ اور قلیل التعداد اقوام یا تو ان کے مظالم کا نشانہ بنی رہینگی۔ یا پھر حکومت کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں مٹا دی جائینگی:۔

جماعت احمدیہ کے اخبارات

آریہ سماجی اخبارات کی کس مپرسی کا رونا روتے ہوئے "آریہ ویر" (۳۰۔ نومبر) لکھتا ہے :۔

"کاش کہ ہمارے بھائی مرزائی اخبارات کی جد وجہد کا ہی مطالعہ کرتے۔ اور دیکھتے کہ ان کی قوم اپنے اخبارات کو کس طرح امداد دے کر مخالفوں کی بیخ کنی کرنے کا مصالحہ بہم پہونچاتی ہے"!

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے مخلصین نہ صرف اخبارات کی امداد بلکہ ہر کام کے لئے اپنی طاقت سے بہت بڑھ چڑھ کر قربانیاں کر رہے ہیں۔ لیکن یہ معلوم کرنے کے بعد کہ سلسلہ کے اخبارات کا مخالفین پر کس قدر رعب ہے۔ اور وُہ ان کی "جد وجہد" کو کس طرح محسوس کر رہے ہیں جماعت کا فرض ہے۔ کہ احمدیہ پریس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرے۔ کیونکہ مذاہب کی جنگ میں پریس کی طاقت موجودہ زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ بہت اہمیت رکھتی ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

سالانہ جلسہ خدا تعالیٰ کا ایک زبردست نشان ہے

کارکنوں کو ہدایات اور چند جلسہ کے متعلق اعلان

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ر نومبر ۱۹۳۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے دنوں پھوڑے اور درد سر اور درد کان کی تکلیف کی وجہ سے میں دو جمعے نہیں پڑھا سکا۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے باقی تکالیف سے تو افاقہ ہے۔ لیکن کان کے درد کی وجہ سے ایسی تکلیف ہو گئی ہے۔ جو پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ کان کچھ بہرے ہو گئے ہیں۔ اور کچھ اونچا سنائی دینے لگا ہے۔ ہر ایک انسان کسی مشکل سے گذر کر ہی اس کا پورا پورا احساس کر سکتا ہے۔ بہروں کے لئے جو دقتیں ہوتی ہیں۔ انسان انہیں تبھی محسوس کر سکتا ہے۔ جب خود اس تکلیف میں مبتلا ہو۔ ایک تقریر کرنے والے کے لئے

کانوں کا ثقل

نہایت تکلیف دہ چیز ہے۔ کیونکہ وہ اس امر کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ کہ آواز سب کو پہونچ رہی ہے۔ یا نہیں۔ وہ مجمع کے اندازہ سے بول رہا ہے۔ یا ضرورت سے زیادہ اونچی آواز سے تقریر کر رہا ہے۔ چنانچہ اس وقت میں بھی یہ محسوس نہیں کر سکتا۔ کہ میں مجمع کے مطابق پوری آواز سے بول رہا ہوں۔ یا نہیں۔

میں آج اس امر کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے پھر

ہمارا سالانہ جلسہ

قریب آرہا ہے۔ یہ جلسہ جیسا کہ میں پہلے بھی متعدد بار بیان کر چکا ہوں۔

اللہ تعالےٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان

ہے۔ قادیان وہ مقام ہے۔ کہ ایک دن اس طرف کوئی رُخ بھی نہیں کرتا تھا۔ کئی لوگ اس قسم کے تھے۔ جو قادیان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سُنکر بڑی بڑی دُور سے قادیان پہونچنے کی خواہش سے روانہ ہوتے تھے۔ مگر بٹالہ یا امرتسر پہونچ کر واپس ہو جاتے تھے۔ کیونکہ انہیں بتایا جاتا تھا۔ کہ قادیان میں

بہت بڑا دجالی فتنہ

ہے۔ کئی آدمی ہماری جماعت میں آج بھی ایسے موجود ہیں۔ جو کف افسوس مَل رہے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان کیوں نہ آئے۔ وہ بٹالہ یا امرتسر سے محض اس لئے لوٹ گئے۔ کہ دشمنوں نے ان سے بعض ایسی باتیں کہیں جنہیں سُنکر انہوں نے قادیان آنا پسند نہ کیا۔ اگر وہ اُس وقت پہونچ جاتے۔ تو

صحابہ میں داخل

ہو جاتے۔ بعد میں اللہ تعالےٰ نے ان کے اخلاص کو دیکھکر احمدیت میں تو داخل کر دیا۔ مگر صحابیت سے محروم رہ گئے۔

سب سے پہلا جلسہ

جو قادیان میں ہوا۔ اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد اتنی قلیل تھی۔ کہ آج اس مسجد میں نماز جمعہ کے لئے جتنے لوگ جمع ہیں۔ ان کا بھی چھٹا یا ساتواں حصہ ہونگے۔ اور اس وقت کے لحاظ سے یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ

بڑی عظیم الشان کامیابی

ہوئی ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ پہلا جلسہ تھا۔ یا دوسرا۔ تیسرا۔ یا چوتھا۔ مگر اتنا یاد ہے۔ کہ جہاں اب درزی خانہ ہے۔ یعنی بکڈپو کے سامنے کا کمرہ وہاں نیلے سے رنگ کی ایک دری بچھائی گئی تھی۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہاں کیا تقریر ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس وقت میری چھوٹی عمر تھی۔ مگر اتنا یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں گئے تھے۔ اور لوگ صرف اتنے تھے۔ جو سب اس دری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گویا اس جلسہ میں اتنے آدمی تھے جتنے شادی کے موقعہ پر عام طور پر معمولی برات میں ہوتے ہیں۔

ایک تو وہ دن تھے۔ پھر ایک یہ دن ہیں۔ کہ اب

قادیان کی وسعت

ہماری عمارتوں کی وسعت۔ سلسلہ کی عمارتوں کی وسعت۔ احباب کی عمارتوں کی وسعت اور دوستوں کی اس قربانی کے باوجود کہ وہ اپنے مکان مہمانوں کے لئے دیدیتے ہیں۔ پھر بھی نہ صرف غیر احمدیوں سے بلکہ ہندوؤں سے بھی ہمیں مہمانوں کے ٹھہرانیکے لئے مکان لینے پڑتے ہیں۔

مجھے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا آخری جلسہ

یاد ہے۔ میں سیر میں ساتھ تو نہیں تھا۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر سے واپس گھر آئے۔ تو فرمایا۔ اب تو جلسہ پر اتنے آدمی آتے ہیں۔ کہ آئندہ جلسہ پر سیر کے لئے جانا بالکل مشکل ہو جائیگا۔ آج ہم تھوڑی دُور گئے۔ مگر اس قدر گرد و غبار اٹھا۔ کہ آگے جانا مشکل ہو گیا۔ اس وقت اندازہ کیا گیا۔ تو قریباً ۷۰۰ آدمی جلسہ پر آئے تھے۔ یعنی اس وقت جتنے اس مسجد میں بیٹھے ہیں۔ ان سے بھی کم اس جلسہ پر تھے۔ اس سال کے جلسہ کی تقریریں تو مجھے یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے۔ کہ اس مسجد کے صحن میں جو قبر ہے۔ اس سے ورے مسجد کے فرش کی منڈیر تھی۔ اس وقت مسجد کا صحن موجودہ صحن سے بہت چھوٹا تھا۔ اس پر لوگ بیٹھے تھے۔ اور مسجد کے درمیانے در میں کرسی پر بیٹھکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریر فرمائی تھی۔ ہم اس منڈیر پر بیٹھے تھے۔ اور اس وقت کی مسجد بالکل پُر تھی۔ اور تمام احباب اس

ذوق شوق سے لبریز

تھے۔ کہ خدا تعالےٰ کی پیشگوئیوں کے ماتحت جماعت اب بہت پھیل گئی ہے۔ مگر آج نماز جمعہ کیلئے ہم اس وقت سے تین گنا زیادہ یہاں جمع ہیں۔

دُنیا نے اپنی

ساری طاقت کے ساتھ

اس کے ہر مذہب کے افراد نے۔ ہر مذہب کے علماء و امراء نے ہر مذہب کے غرباء نے۔ صوفیاء نے اور ہر مذہب کے مردوں اور عورتوں نے زور لگایا۔ اور پورا زور لگایا۔ کہ

سلسلہ کی اشاعت

کو روک دیں۔ اس کے لئے فریب اور جھوٹ سے کام لیا گیا۔ طرح طرح کی گندی باتوں کی اشاعت سے کام لیا۔ اور جس قدر ممکن طریق اس کے لئے ان کے ذہن میں آسکتے تھے۔ استعمال کئے۔ مگر جس طرح

دریا کا پانی

ہاتھ سے نہیں روکا جا سکتا۔ اور جس طرح موٹی ریت جو مٹھی میں پکڑی جائے۔ انگلیوں سے پھسل پھسل کر نکل جاتی ہے۔ بعینہٖ اکابر علماء وصوفیا کی مٹھیوں سے نکل نکل کر وُہ نور پھیلنا شروع ہوا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام لائے تھے۔ اور آخر کار

تمام دُنیا میں پھیل گیا

اور دُنیا نے پھر ایک نشان دیکھا۔ ایسا ہی جیسا کہ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا تھا۔

تعصب اب بھی موجود ہے۔ کینہ وبغض اب بھی ہے۔ لیکن دل محسوس کرتے ہیں۔ کہ جو ہونا تھا۔ ہو چکا۔ گو دُنیا اب بھی ہمیں چھوٹا سمجھتی ہے۔ مگر یہ یقین ضرور رکھتی ہے۔ کہ یہ چھوٹی چیز بڑی ہونے والی جماعت ہے۔ بہت ہیں جن کے دلوں میں سے کینہ اور بغض نکل گیا ہے۔ اور وُہ

عزت ادب اور احترام کی نگاہ

سے ہماری جماعت کو دیکھنے لگے ہیں۔ عقائد اور مذہب اور طریق عمل میں بے شک اختلاف ہے۔ مگر اس کا اعتراف کہ کام کرنے والی جماعت یہی ہے۔ سب کو ہے۔ آخر یہ بھی تو ایک اقرار ہے۔ اور اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ دریا نے سیم لگانی شروع کر دی ہے جن علاقوں میں نہریں ہیں۔ وہاں کے رہنے والوں نے دیکھا ہوگا کہ نہر کا پانی ارد گرد کی زمین سے پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگ جاتا ہے۔ وُہ نہر تو نہیں ہوتی۔ مگر نہر کی شکل اس زمین میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح

لاکھوں کروڑوں دلوں میں

سیم لگ چکی ہے۔ وُہ احمدی تو نہیں۔ مگر

احمدیت کی خدمات

کے اعتراف کے سوا انہیں کوئی چارہ نہیں۔ مگر سوچنا چاہئے۔

ہم کون ہیں

اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کو دیانت وصداقت سے ٹٹولے۔ تو وُہ محسوس کریگا۔ کہ وُہ کام جو جماعت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کی کرنے کی اہلیت ہم میں موجود نہیں۔ پھر آخر کہاں سے وُہ چیز آگئی جب ہم میں سے کوئی اہل نہیں۔ اور ہم یہ کام کر نہیں سکتے۔ اور پھر کام ہو بھی جاتا ہے۔ تو سوائے اس کے کہ خدا تعالےٰ خود ہی کرتا ہے۔ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

حکام کی تقریروں کو دیکھو۔ وُہ بھی

جماعت کی اہمیت

کو محسوس کر رہے ہیں۔ موجودہ گورنر پنجاب نے ہی تھوڑا عرصہ ہوا ایک تقریر میں بیان کیا۔ کہ تعلیمی لحاظ سے یہ جماعت نمونہ ہے۔ مگر ہم میں سے ہر ایک دیکھے۔ کہ وُہ دنیوی طور پر کس قدر تعلیم پا چکا ہے۔ پھر کیا چیز ہے۔ جو ہمیں تعلیم یافتہ قرار دیتی ہے۔ یقیناً یہ

وہی روشنی

ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے حاصل ہوئی۔ ورنہ درسی تعلیم کے لحاظ سے ہم دوسروں سے زیادہ نہیں۔ لیکن

ذہنی تعلیم

ہم نے ایسی درسگاہ میں حاصل کی ہے۔ جہاں دوسروں کو موقعہ نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب کوئی اَن پڑھ احمدی بھی کلام کرتا ہے۔ تو سُننے والے پر یہی اثر پڑتا ہے۔ کہ یہ بہت تعلیم یافتہ ہے۔ وُہی باتیں جو ہم دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہوئے سمجھتے ہیں۔ کہ شاید سمجھ نہ سکیں۔ بلا تکلف احمدی مجالس میں بیان کر جاتے ہیں۔ ان میں شریعت کے معارف۔ قرآنی حقائق۔ علم النفس کے مسائل۔ فلسفہ۔ منطق۔ سب قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ مگر جماعت کے زمیندار اصحاب بھی ایسے ذوق سے سُنتے ہیں۔ گویا میٹھے پانی کا گھونٹ ہے۔ جو ان کے حلق سے اتر رہا ہے۔ علم النفس اور فلسفہ وغیرہ انہوں نے کہاں سے سیکھا۔ انہوں نے کسی مدرسہ میں تو یہ علوم نہ کبھی سیکھے۔ اور نہ سیکھنے کی کوشش کی۔ صرف یہی ہے۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستگی

کی وجہ سے ان کے دل سے ہی وہ چشمہ پھوٹ نکلا۔ جو الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ پھوٹا کرتا ہے۔

پس یہ جلسہ کا دن

ایک نشان کا دن

ہے۔ اس دن ہر طبقہ کے لوگ آتے ہیں۔ ہر قسم کی باتیں سُنتے ہیں۔ اور بہت لطف اٹھاتے ہیں۔ جب لوگ دوران تقریریں اٹھتے ہیں تو ہم ان کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو وُہ لوگ جو ظاہری تعلیم سے معرا ہوتے ہیں۔ کیس سچائی اور بھولے پن سے جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ اٹھنے والے وُہ غیر احمدی ہیں۔ جو ہمارے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ اور جان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ حالانکہ وُہ غیر احمدی

تعلیم میں ان سے بہت زیادہ

ہوتے ہیں۔ اس وقت انہیں یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ تعلیم میں تو ہم کم ہیں۔ اور وُہ زیادہ۔ اور کہہ دیتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ تقریریں سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے گھبرا کر اٹھ جاتے ہیں۔ یہ بات نہایت سادگی سے کہی جاتی ہے۔ مگر ہوتی بالکل سچی ہے۔ وُہ لوگ واقعی اس لئے اٹھتے ہیں۔ کہ سمجھ نہیں سکتے۔ مگر ان پڑھ احمدی ان پر رحم کھاتے ہیں۔ کہ یہ بے چارے سمجھتے نہیں۔ حالانکہ درسی تعلیم میں وُہ بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ آج کی بات نہیں۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے۔ کہ جب بھی کوئی نبی دُنیا میں آیا۔ اس کا انکار کرنے والے روحانی باتیں سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ بلکہ انبیاء کی جماعتوں میں جو

منافق طبع لوگ

ہوتے ہیں۔ وُہ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ جو مومن نہیں یا صرف ظاہرًا مسلمانوں میں شامل ہیں۔ وُہ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے حتیٰ کہ منافقوں کے سردار اور رئیس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس سے اُٹھتے۔ تو کہتے۔ ماذا قال آنفا؟ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ کیا باتیں کر رہے تھے۔ ابو ہریرہ جو ایمان لانے سے پہلے ایک بات بھی یاد نہ رکھ سکتا تھا۔ وُہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ سُنتا۔ اسے ایک قیمتی موتی کی طرح اپنے دل میں محفوظ کر لیتا۔ مگر عبد اللہ بن ابی بن سلول جسے مدینہ کے لوگ اپنا بادشاہ بنانے والے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے اُٹھکر کہتا۔ کیا بات ہو رہی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ ظاہر میں تو وُہ عالم تھا۔ اور ابو ہریرہ جاہل۔ مگر باطن کی آنکھ ابو ہریرہ کو عطا ہوئی تھی۔ ابی کو نہیں۔ جس کی وجہ سے ابو ہریرہ تو ہر بات کو اچھی طرح سمجھ لیتے۔ مگر ابی کی سمجھ میں کچھ نہ آتا۔

پس یہ بھی ایک نشان ہے۔ جو جلسہ کے دنوں میں نظر آتا ہے کہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں یہاں جمع ہوتے ہیں جس کا کبھی وہم وگمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اور پھر یہ نشان بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وُہ لوگ جنہیں جاہل سمجھا جاتا تھا۔ اس چشمہ سے اس شوق سے پیتے ہیں۔ کہ دوسری قوموں کے پیاسے بھی اس طرح نہیں پی سکتے۔

قادیان کے رہنے والوں

کو خدا تعالےٰ نے اس دھارا کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔ جس کی برکت کے لئے وُہ لوگوں کو جمع کر کے یہاں لاتا ہے۔ پس یہاں کی جماعت کے احباب کو میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس آنے والے دن کے لئے تیاری کریں۔ مکانوں والے مہمانوں کے لئے اپنے مکان دیں۔ اور اس کے علاوہ اپنے اجسام اور اوقات بھی خدمت کے لئے پیش کریں اور جو

منتظمین

ہیں۔ انہیں میں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جیسا کہ میں نے متواتر کہا ہے کارکنوں کو

کام سے پہلے مشق

کرائیں۔ دُنیا میں سب جگہ پہلے کام کی مشق کرائی جاتی ہے۔ مگر یہاں سمجھا جاتا ہے۔ کہ اخلاص سے ہی کام ہو جائیگا۔ بے شک اخلاص بہت اچھی چیز ہے۔ مگر خدا تعالےٰ نے انسان کو ایسا بنایا ہے۔ کہ کام کے لئے اخلاص کے ساتھ مشق کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر کام کے لئے پہلے مشق ہونی چاہئے۔ یورپین اقوام لڑائی سے پہلے اس کی مشق کراتی ہیں۔ اور سپاہیوں کو روزانہ لڑائی کے لئے تیار کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایشیائی اقوام سے جنگ میں جیت جاتی ہیں۔ ایشیاء میں یہی دستور تھا۔ کہ لڑائی کے عین موقعہ پر لوگوں کو بلا لیا جاتا۔ کہ آؤ جنگ کرو۔ اور وُہ مشق نہ ہونے کی وجہ سے شکست کھاتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا۔

حکمت کی بات

مومن کی اپنی چیز ہے۔ جہاں سے ملے۔ لے لینی چاہئے۔ اب یہ بات بھی ہمیں یورپین اقوام کی اخذ کرنی چاہئے۔ کہ کام سے پہلے مشق ضروری ہے

81

پس جو منتظم ہیں۔ انہیں چاہئے۔ کہ کام سے پہلے کم از کم دو تین بار اس کی مشق کرائیں۔ کام کے متعلق خود سوال پیدا کر کے ان کے جواب سکھائیں اور بتائیں۔ کہ اگر یہ مشکل پیش آئے۔ تو کیا کیا جائے۔ اور سمجھائیں۔ کہ انہیں کس طرح کام کرنا چاہئے۔ اب یوں ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی

کارکن سے غلطی

ہو جاتی ہے۔ تو افسر آکر کہدیتے ہیں۔ بچہ تھا۔ اس سے غلطی ہو گئی۔ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ مگر وہ غلطی تحریر میں نہیں لائی جاتی۔ اور آئندہ نوٹ نہیں کیا جاتا۔ اس لئے وہی غلطی دوبارہ ہوتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ

ایک ہی غلطی کا دوبارہ سرزد ہونا

غلطی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ یہ غفلت ہے۔ جب ایک دفعہ ایک غلط بات معلوم ہو گئی۔ تو پھر کیوں اسے نوٹ کر کے کارکنوں کو بتایا نہیں جاتا۔ کہ ایسے موقع پر یوں کرنا چاہئے۔ میں ایک دفعہ منتظم جلسہ تھا۔ اور لڑکوں کو سختی سے اس بات کی ہدایت تھی۔ کہ ایک کمرہ کے لوگوں کو دوسرے کمرہ میں کھانا نہ کھلائیں۔ بلکہ سب کو اپنی اپنی جگہ کھانا کھلائیں۔ ایک کمرہ میں ایک دوسرے کمرہ کا مہمان آگیا۔ اس بچہ نے جو اس کمرہ میں کھانا کھلانے پر متعین تھا۔ اس ہدایت کے مطابق اسے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔

مہمان کا دل

چونکہ بہت نازک ہوتا ہے۔ اُسے یہ بات بُری لگی۔ اور اس نے کہا۔ اچھا اب میں کھانا ہی نہ کھاؤنگا۔ مجھے جب اس کا علم ہوا۔ تو میں گیا۔ اور اس مہمان سے معذرت کی۔ اور اُسے بتایا۔ کہ یہ بچہ تو یہاں پڑھنے کے لئے آیا ہے۔ اصل میں آپ کی خدمت ہمارے ذمہ تھی۔ اس نے بھی اخلاص کے طور پر اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کر دیا۔ اس لئے یہ ہماری غلطی ہے۔ آپ ہم سے ناراض ہو لیں۔ مگر اس بچہ کو معاف کر دیں۔ خیر اس نے کھانا کھا لیا۔ بلکہ اخلاص سے یہ بھی کہا۔ کہ مجھ سے ہی یہ غلطی ہو گئی تھی۔ اور میں خود شرمندہ ہوں۔ پس جب پتہ لگ جائے۔ کہ ایک مشکل پیش آتی ہے۔ تو کارکنوں کو اس سے مطلع کرنا چاہئے۔ اور بتانا چاہئے۔ کہ یہ صورت پیش آئے۔ تو یوں کرنا۔ صرف قانون بنا دینے سے کام نہیں چلا کرتے۔ کیونکہ

استثنائی صورتیں

بھی پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے خود ایسے سوالات پیدا کر کے کہ اگر انتظام میں یہ بات پیدا ہو۔ تو تم کیا کرو گے۔ انہیں جواب سکھانے چاہئیں۔

مثلاً ایک شخص کو ایک مقام پر

پہرہ دار

مقرر کیا گیا ہے۔ اب اس کے پاس ایک عورت آتی ہے۔ کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے۔ اس موقعہ پر اسے کیا کرنا چاہئے۔ ہمیں بتانا چاہئے۔ کہ وہ اُس وقت اپنے مقام سے ہٹے یا نہیں۔ اور اگر نہ ہٹے۔ تو اس عورت کی تسلی کے لئے اسے کیا کرنا چاہئے۔ تو ہر مشکل جو پیش آسکتی ہے۔ اس کے جوابات سکھانے اور یاد کرانے چاہئیں۔ اسی طرح

اقتصاد کی طرف بھی توجہ

کرنی چاہئے۔ پچھلے جلسہ کے موقعہ پر بھی میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی۔ مجھے بتایا گیا۔ کہ معمولی سی بات کاغذ کے پورے شیٹ پر لکھی جاتی تھی۔ حالانکہ گورنمنٹ بھی اب تو کفایت سے کام لینے لگی ہے۔ ایک لفافہ کو سرکاری دفاتر میں کئی بار استعمال کیا جاتا ہے۔ جب ہمارے لئے

تنگی کا زمانہ

ہے۔ تو ہمارے دوستوں کو بھی ہر کام میں کفایت شعاری سے کام لینا چاہئے۔ کاغذ اکھٹے اور باکفایت خریدے جائیں۔ اور سوائے اس کے کہ پورے کاغذ پر لکھنا ہو۔ پورا شیٹ استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ سلپس بنائی جائیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مستعمل لفافوں سے ہی بہت سا کام لے لیا کرتے تھے۔ اور انہی پر رقعہ جات وغیرہ لکھدیا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے نوتعلیم یافتہ لوگ تو اسے شاید خست کہیں۔ مگر

قومی کاموں کے لئے

ایسا کرنا ضروری ہے۔ یہ خست نہیں۔ بلکہ

دردِ دلی پر دلالت کرنیوالی بات

ہے۔ یہ خدائی روپیہ ہے۔ کیونکہ ثواب کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس لئے اپنے روپیہ سے بہت زیادہ حفاظت اس کی کرنی چاہئے۔ اور

ہر شعبہ میں کفایت

سے کام لینا چاہئے۔ مگر اس طرح نہیں۔ کہ مہمان کو تکلیف پہونچے۔ بلکہ ایسے طریق پر کہ خرچ کم سے کم ہو۔ اور مہمان کو

آرام زیادہ سے زیادہ

مل سکے۔

دوسری بات

مالی پہلو

ہے۔ میں نے جلسہ سالانہ کے چندہ کے لئے پہلے سے تحریک کر دی تھی۔ اور اس وقت تک قریباً

پندرہ ہزار روپیہ

آچکا ہے۔ مگر اس سے زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔ پچھلے سال

اکیس ہزار خرچ

ہوا تھا۔ زمیندار جماعتوں کی رقوم ابھی تک نہیں آئیں۔ کیونکہ وہ گڑ اور کپاس وغیرہ فروخت کر کے ہی دے سکتے ہیں۔ اس لئے اُن کی آمد کی توقع دسمبر کے آخر بلکہ جنوری کے شروع میں کی جاسکتی ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ ابھی تک

بعض شہری جماعتوں کی طرف

بھی بقائے ہیں۔ مجھے اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ

قادیان کی جماعت

پوری رقم داخل کر چکی ہے۔ مگر اس کے باوجود ابھی اور بھی کوشش ہو رہی ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ابھی مجھے ایک لفافہ دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ یہ ستر روپے ہیں۔ جو لڑکوں نے اپنا دودھ وغیرہ بند کر کے جلسے کے لئے دیئے ہیں۔ گویا مقررہ رقم پوری ہو جانے کے باوجود بھی اور جمع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مگر باہر کی بعض جماعتوں نے ابھی تک مقررہ رقم بھی داخل نہیں کی۔ اس لئے ان کی اطلاع کے لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ چونکہ ان کی وجہ سے

سلسلہ کے کام میں حرج

ہوا ہے۔ اس لئے جن جماعتوں نے غفلت سے کام لیا ہے۔ وُہ دسمبر تک مقررہ رقم سے

پانچ فیصدی زائد

داخل کریں۔ اور اگر یہ پورا نہ ہوا۔ تو جنوری فروری میں اس سے بھی زائد ان کے ذمہ لگایا جائے گا۔ اس وقت مالی لحاظ سے جو مشکلات ہیں۔ وُہ ایک جگہ کے لئے ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ سب کی حالت قریباً یکساں ہے۔ ہر جماعت میں کچھ لوگ غریب ہیں۔ اور کچھ آسودہ۔ یہ نہیں۔ کہ بعض مقامات پر سب غریب ہی ہوں۔ اور بعض پر سارے امیر۔ بلکہ سب کی یہی حالت ہے۔ کہ کچھ لوگ امیر ہیں۔ اور کچھ غریب۔ پس جب ان حالات کے باوجود ایک جماعت اپنی مقررہ رقم مقررہ وقت کے اندر داخل کر دیتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ دوسری نہ کر سکے اس لئے جن جماعتوں نے غفلت سے کام لیا ہے۔ وُہ دسمبر تک پانچ فیصدی زائد داخل کریں۔ یہ

چٹی کے طور پر نہیں

بلکہ غفلت کے عذاب سے بچنے کے لئے بطور کفارہ ہے۔ تا اللہ تعالیٰ انہیں اس غفلت کے بدنتائج سے محفوظ رکھے۔ دیکھو نماز میں اگر سہو ہو جائے۔ تو اس کے لئے زائد سجدہ کیا جاتا ہے۔ گویا ہماری شریعت نے یہ طریق رکھا ہے۔ کہ اگر غلطی ہو جائے۔ تو اس کے ازالہ کے لئے کچھ زائد کیا جائے۔ پس اس پانچ فی صدی کو بھی چٹی نہ سمجھیں۔ بلکہ سجدہ سہو کے طور پر سمجھو۔ اور اس کے ذریعہ اپنی غفلت کے ازالہ کی کوشش کرو۔ جب تک انسان اپنی

غلطی پر پشیمان

نہ ہو۔ اس وقت تک اصلاح بھی نہیں ہو سکتی۔ اور جب بندہ اپنی غلطی پر پشیمان ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح دھو ڈالتا ہے۔ جس طرح تختی پر سے ایک طالب علم سیاہی کو دھو ڈالتا ہے۔ اگر تختی پر اچھی گاچنی لگی ہوئی ہو۔ تو اچھی طرح دھونے کے بعد تختی بالکل نئی نکل آتی ہے۔ اور پہلی تحریر کا کوئی نقش اس پر نہیں رہتا۔

غلطی پر پشیمان ہونے سے خدا تعالٰے بھی دل کو بالکل صاف کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت معاویہ کا واقعہ

سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک بار وہ جاگ نہ سکے۔ اور صبح کی نماز ان کی قضا ہو گئی۔ اس پر وہ تمام دن روتے رہے۔ اگلی رات انہوں نے کشف میں دیکھا۔ کہ کوئی شخص انہیں جگا رہا ہے۔ کہ اٹھو نماز پڑھو۔ اُنھوں نے اس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ آپ نے کہا۔ ابلیس کا نماز کے لئے جگانے سے کیا تعلق۔ اس نے کہا۔ کل مجھ سے غلطی ہو گئی تھی جس کے لئے میں اب تک پچھتا رہا ہوں۔ کل تمہاری نماز جاتی رہی۔ اور تم سارا دن روتے رہے۔ اس پر خدا تعالٰے نے کہا۔ اس کے صدمہ کو دور کرنے کے لئے اسے سو نماز کا ثواب دیدیا جائے۔ میری غرض تو ثواب سے محروم رکھنا تھی۔ مگر تمہیں سو گنا زیادہ مل گیا۔ اس لئے میں آج جگا رہا ہوں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ آج بھی سو رہو۔ اور پھر سو گنا ثواب حاصل کر لو۔

پس اگر غلطی کے بعد دل میں پشیمانی اور تاسف پیدا ہو۔ تو اللہ تعالٰے اس کے بدلہ میں زیادہ بھی دیدیتا ہے۔ وہ جماعتیں جو وقت پر چندہ ادا نہیں کر سکیں۔ وہ پانچ فیصدی زائد ادا کریں۔ اور اسطرح اپنی

غفلت پر ندامت

کا اظہار کریں۔ تا ان کے دلوں پر زنگ نہ لگنے پائے۔ وہ یہ زائد رقم ادا کریں۔ تا معلوم ہو۔ کہ وہ اپنی

غفلت پر نادم

ہیں۔

آخر یہ کام اللہ تعالٰے کے ہی ہیں۔ اور اسی نے ان کو انجام دینا ہے۔ ہمارا تو صرف یہ فرض ہے۔ کہ حتی المقدور بہتر سے بہتر سامان جمع کریں۔ لیکن ہمارے ہاتھوں سے ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں۔ کہ یہ کام ہمارا ہی ہے۔ یہ سامان تو بندہ اور خدا کے درمیان واسطہ ہیں۔ ورنہ کام اصل میں اللہ تعالٰے کا ہی ہے۔ بعض نادان کہدیا کرتے ہیں۔ فلاں کام کرنے والے میں یہ نقص ہے۔ ہم اس کے ساتھ مل کر کام نہیں کر سکتے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ کام کرنے والا اصل چیز نہیں۔ وہ تو محض ایک ہتھیار اور آلہ ہے۔ اور ہتھیار کی غلطی کبھی آقا کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتی۔

ہمارا معاملہ اللہ تعالٰے سے ہے

اور کسی کی وجہ سے ہم اللہ تعالٰے سے نہیں بگاڑ سکتے۔ جو معاملہ خدا تعالٰے سے ہے۔ اس میں کسی صورت سے بھی کمی نہیں آنی چاہیئے۔ اور کسی کی وجہ سے خدا تعالٰے سے اپنے تعلقات کو کمزور نہیں ہونے دینا چاہیئے۔

ایک شخص کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ بھوکا مر رہا ہے۔ ہم اگر اسے کھانے کے لئے کچھ نہیں دیتے۔ اور وہ مر جاتا ہے۔ تو اس کا گناہ یقیناً ہم پر ہے۔ لیکن اگر ہم اسے کھانے کے لئے کچھ دیدیتے ہیں۔ اور وہ افیون یا شراب میں خرچ کر دیتا ہے۔ تو اس کی ذمہ واری ہم پر عائد نہیں ہو سکتی۔ ہمیں اپنے کئے کا ثواب ضرور مل جائیگا۔ ہمارا معاملہ خدا سے پورا ہو گیا۔ ہماری شریعت میں اس کی مثالیں بھی موجود ہیں۔

حج کے موقعہ پر

لاکھوں ہزاروں بکروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ اور اس قدر گوشت کھانے والے نہیں مل سکتے۔ وہاں یہی کیا جاتا ہے۔ کہ تھوڑا سا رکھ کر باقی گوشت گڑھا کھود کر اس میں ڈالدیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض جگہ

چیز کا ضائع ہونا بھی ثواب

کا موجب ہو جایا کرتا ہے۔ پس مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ پوری کوشش سے اپنے فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔

جن لوگوں کے ہاتھوں میں کام ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ

کفایت اور دیانتداری

سے کام کریں۔ اور جن کے ہاتھ میں نہیں۔ وہ کسی کی غفلت کو دیکھ کر قربانی میں سُستی نہ کریں۔ کیونکہ یہ ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ میں

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالٰے ہم سب کو توفیق دے۔ کہ اس کے آنے والے فضل کے پہلے سے زیادہ مستحق ثابت ہو سکیں۔ وہ دلوں کے زنگ دُور کر کے اس فضل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں نازل ہوا۔ آخر خدا تعالٰے نے ہمارے دلوں کی تاریکیاں دیکھ کر ہی یہ نور نازل کیا ہے۔ کیونکہ جہاں پہلے ہی روشنی ہو۔ وہاں اور لیمپ یا چراغ نہیں جلایا جاتا۔ اس لئے ہم اس سے

عفو کے طلبگار

ہیں۔ کہ وہ ہماری ظلمت کو دیکھ کر اپنے نور کو واپس نہ لے اور بحیثیت میزبان جلسہ کے موقعہ پر اپنے فرائض کی ادائگی کی توفیق دے۔ پھر یہ بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ

یہاں آنیوالے

ایسے رنگ میں اپنے اوقات صرف کریں۔ جو ان کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی برکت کا موجب ہوں۔

کوکب دُرّی

اس نام سے ایک کتاب آغا محمد عبدالعزیز صاحب فاروقی متوطن ضلع راولپنڈی نے تصنیف کی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر قرآن مجید سے سولہ بائبل سے ۲۰ اور احادیث سے گیارہ پیشگوئیوں کے علاوہ ایک درجن سے زیادہ بزرگان سلف کی شہادتیں بھی درج کی ہیں۔ حضرت مسیح ناصری کی وفات پر بھی سیر کن بحث کی گئی ہے۔ اور اجرائے نبوۃ کے متعلق قرآن اور احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ لفظ خاتم پر خوب دلچسپ بحث ہے۔ کاغذ اور طباعت بھی عمدہ

"پیغام صلح" کا "وقار اخلاق"

"پیغام صلح" کے "شیخ محمد انعام الحق" نے پیغام کی کُرسی ادارت پر قبضہ مخالفانہ جمانے کے لئے حال میں بزعم خود یہ زبردست ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ

"وہی ہم ہیں۔ وہی دفتر ہے۔ وہی میز کرسی وہی قلم و دوات اور وہی الفضل کی فائل"۔ لیکن پیغام کے ادارہ تحریر میں ان کا اسم گرامی درج ہونا تو الگ رہا۔ پرنٹر اور پبلشر کے ساتھ جو خالی جگہ پڑی ہے وہ ان کے "ایڈیٹر" کہلانے کی حسرتوں کا ماتم کرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ کیونکہ وہاں سے کسی ظالم نے یہ لفظ کٹوا دیا ہے۔ اور مستقبل قریب میں امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ پھر لکھا جا سکے۔ مگر ہوشیارپوری شیخ صاحب اس کے لئے بہت بے تاب نظر آتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے گالیوں اور بدزبانیوں میں مہارت تامہ رکھنے کا ثبوت دینے کے علاوہ اب اپنی علمی قابلیت اور اردو دانی کا سکہ جمانے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ اور اس کے لئے بیچارے ایڈیٹر الفضل کو نشانہ بنایا ہے۔ اگر اس طرح شیخ صاحب کو پیغام کی ایڈیٹری میسر آسکے۔ یا کم از کم "پیغام صلح" کے حاشیہ پر اسی جگہ پھر انہیں اپنا نام لکھنے کی اجازت مل جائے۔ جہاں سے کٹ چکا ہے۔ تو بچشم ما روشن دل ما شاد۔ جس قدر جی چاہے۔ اور جو جی چاہے۔ ایڈیٹر الفضل کے متعلق کہہ لیں۔ ہمیں کوئی گلہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہم سمجھینگے۔ کہ جب شیخ صاحب "ہاشمہ پریم چند" کا چولا اُتار کر "ازیں سو راندہ و زاں سو درماندہ" کے مصداق بنے ہوئے دربدر خاک چھانتے پھرتے تھے۔ اس وقت ان کی خدمت سرانجام دینے میں ہم سے جو کوتاہی ہوئی۔ اس کا اس طرح ازالہ ہو گیا۔ لیکن اتنا کہنے کی ضرور اجازت چاہتے ہیں۔ کہ یہ طریق ایسا نہیں۔ جو خطرات سے خالی ہو۔ بہت ممکن ہے۔ دوسروں کے "کمالات مدیری کا نمونہ" پیش کرتے کرتے وہ خود ایسے مُنہ کے بل گریں۔ کہ پھر اُٹھنے کی سکت نہ رہے۔ پیغام کا "ادارہ تحریر" حال ہی میں "دودھ کی مکھی" کے متعلق جو منہ کی کھا چکا ہے۔ اسے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

ہوشیارپوری شیخ صاحب نے مدیر الفضل کے خلاف بلا وجہ غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے اس کے "کمالات مدیری کا نمونہ" دکھانے کے لئے ایک حوالہ پیش کیا ہے۔ مگر سوائے یہ ارشاد فرمانے کے کہ "۱۸ نومبر کا الفضل کہیں سے لے کر اس کے تیسرے صفحے کے کالم اول کی انیسویں سطر سے پڑھنا شروع کر دیجئے۔ چند سطروں ہی میں بہت سے نادر نمونے مل جائیں گے" خود ایک بھی نمونہ پیش نہیں کیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ "پیغام صلح میں ان سطور کو نقل کرنا اس کے وقار اخلاق کے لحاظ سے مناسب نہیں"۔

اللہ اللہ یہ الفاظ وہ شخص لکھ رہا ہے۔ جو ناگفتہ بہ حالات

میں سے گذرتا ہؤا اسلام ترک کر کے آریوں کی گود میں جا بیٹھا۔ جو دنیا کے مقدس ترین انسان اور اسلام کے خلاف جند شکوں کی خاطر شرمناک بدزبانی کرتا رہا۔ جس نے جوگ کی فضا میں پرورش پائی۔ اور جو بدزبان آریوں کے گرے پڑے ٹکڑے کھا کر زندگی بسر کرتا رہا۔ آج وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں چند الفاظ نقل کر کے وقار اخلاق کے خلاف قرار دیتا اور چاہتا ہے۔ کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے۔ اسے بلا ثبوت ہی درست مان لیا جائے۔

رہا "پیغام صلح کا وقار اخلاق"۔ اس کے متعلق بھی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا بھر کی خرافات اس میں درج ہو سکتی ہیں۔ گندی سے گندی گالیاں اس میں دی جا سکتی ہیں۔ غلط سے غلط اتہامات اس میں شائع ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز اس کے وقار اخلاق کو صدمہ نہیں پہنچا سکتی۔ لیکن اگر "ارذل" الفضل کے تیسرے صفحہ کے کالم اول کی انیسویں سطر "درج ہو جاتی۔ تو قیامت آ جاتی۔ اسی وجہ سے شیخ انعام الحق صاحب ہوشیارپوری نے اسے درج کرنے کی جرأت نہیں کی۔ اور جرأت کر بھی کیونکر سکتے تھے۔ بھلا وہ اخبار جس کے "ادارہ تحریر" کا وقار اخلاق اس قدر بڑھا ہؤا ہو۔ کہ "بی سردی کی یاد" اور "خانی سے خانی" حاصل ہونے کا ذکر اپنے لئے نہایت مرغوب سمجھے۔ اور ایسے ایسے فصیح و بلیغ محاورات ایجاد کرے۔ جن سے "ایک بیٹی کا اپنے باپ کے ساتھ جا سونا" بھی ہو۔ اس میں "الفضل" کے چند الفاظ کیونکر درج ہو سکتے ہیں۔

اگر "پیغام صلح کا وقار اخلاق" ہوشیارپوری شیخ صاحب کی اس تعلیم و تربیت کی وجہ سے جو انہیں دیا نندیوں سے میسر ہوئی۔ اور جو انہوں نے شردھا نندجی کے اخبار "تیج" کے دفتر میں بیٹھ کر حاصل کی۔ اس قدر بلند ہو گیا ہے۔ کہ الفضل کے چند الفاظ بھی اس میں درج نہیں ہو سکتے۔ تو ہم نہایت ممنون ہونگے اگر بذریعہ خط وہ الفاظ اور ان پر جو اعتراض انہیں سوجھے ہیں۔ ان سے مطلع فرمائیں گے۔

سفر حج کے متعلق مفید معلومات

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے شعبۂ اشاعت نے سفر حج کے تعلق اس دفعہ بھی مفید معلومات پر مشتمل ایک رسالہ اردو میں شائع کیا ہے۔ جس میں وہ تمام باتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ جن کا تعلق سفر حج کے ساتھ ہے۔ مثلاً مختلف مقامات کے ریلوے سٹیشنوں سے کراچی تک کرایہ ریل۔ کراچی یا بمبئی میں حاجیوں کو جو کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اسکے متعلق ضروری معلومات سفر جہاز کے دوران میں جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ انکی تفصیل۔ اسکے علاوہ پاسپورٹ۔ ٹیکہ۔ جہاز کے ٹکٹ حجاج کے کیمپ وغیرہ کے متعلق پوری معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ نیز جدہ اور مکہ شریف کے درمیان سفر حجاز میں قیام۔ اور جدہ وغیرہ میں ضروری مصارف کی صحیح تفصیل بھی دی گئی ہے۔ کئی ایک ضروری فوٹو بھی ہیں۔ یہ رسالہ بلا قیمت نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے پبلسٹی آفس سے منگا کر سفر حج پر جانے والے اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کے نام کھلا خط

"پیغام صلح" کے متعلق اظہار نفرت

"پیغام صلح" آجکل ہماری توجہ نہایت اہم اور ضروری امور سے ہٹانے اور تُو تُو مَیں مَیں کی الجھن میں پھنسانے کے لئے نہایت بیباکی سے شرافت اور انسانیت کی مٹی پلید کر رہا ہے۔ اور اسے اپنا نہایت بڑا کارنامہ قرار دے رہا ہے۔ لیکن اس کی یہ حرکات ایسی ہیں۔ جنہیں شرفا نہایت نفرت اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اور خوشی کی بات ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حسن ظن رکھنے والے لوگوں میں سے بھی سنجیدہ اور متین اصحاب سمجھ رہے ہیں۔ کہ ان کے آرگن نے جماعت احمدیہ کے متعلق جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اور جس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کی پسندیدگی اسے حاصل ہے۔ وہ نہایت ہی معیوب اور شرمناک ہے۔ اور اسے اختیار کرنے والے لوگ قطعاً اس قابل نہیں ہیں۔ کہ ان سے کسی قسم کا تعلق رکھا جائے۔ انہی حالات کے ماتحت جناب بابو طفیل محمد صاحب ریلوے گارڈ کوہاٹ نے مولوی محمد علی صاحب کو حسب ذیل خط ارسال کیا ہے۔

بخدمت جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ واضح رائے عالی ہو کہ عرصہ ۲۷ سال کا ہؤا کہ خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت آپ کے دست مبارک پر کی تھی۔ اور حتی المقدور آپ کی جماعت کے ساتھ ملکر خدمت اسلام کرتا رہا۔ مگر افسوس سے عرض کرتا ہوں کہ جوش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اس سے آپ کا اخبار پیغام صلح دُور جا پڑا۔ اور مَیں نے ایک کوئی پرچہ نہ دیکھا جس میں قادیانی جماعت پر پھبتیاں نہ اڑائی جاتی ہوں۔ مَیں دل ہی دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ کیا یہ مسیح موعودؑ کا مشن ہے۔ یا غیر احمدیوں کا مسخر بازی کا مشن۔ مَیں اسی خیال میں رہا۔ اور دعائیں کرتا رہا۔ خواب میں ایک دن مجھے حکم ہؤا۔ کہ میاں صاحب کو مانو۔ چنانچہ اسی دن سے اس خاکسار نے حضرت میاں صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ مَیں آپ سے جدا ہوتے ہوئے سخت تکلیف محسوس کرتا ہوں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا شرف ابتداً آپ کے ذریعہ حاصل ہؤا۔ مَیں آپ کا پھر بھی تابعدار رہوں گا۔ اور اگر اللہ پاک کو منظور ہؤا۔ تو خدمت اسلام کے لئے آپ کے پاس بھی حاضر ہوتا رہوں گا۔ مگر یہ میری منافقت ہو گی۔ اگر اس بات سے انکار کروں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن یعنی صحیح تعلیم پیش کرنے والی جماعت قادیانی جماعت ہی ہے۔ مَیں فی الحال اخبار پیغام صلح اس خیال سے بند کرو[illegible] ہوں کیونکہ اس کی موجودہ روش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کے مخالف ہے۔ جب تمسخر بازی اخبار میں بند ہو جائے گی۔ تو میں اخبار کا پھر خریدار ہو جاؤں گا۔ (خاکسار طفیل محمد ریلوے گارڈ کوہاٹ)

چندہ جلسہ سالانہ اور چندہ خاص کی ادائگی

چندہ جلسہ سالانہ و خاص پورا کرنے والی جماعتوں کی مکمل فہرست حسب ذیل ہے۔ ان جماعتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک تو وہ جنہوں نے آخر اکتوبر تک پہلی میعاد کے اندر رقم پوری کر دی۔ دوسری وہ جنہوں نے ۲۵ نومبر تک دوسری میعاد کے اندر رقم پوری کر دی۔

آخر اکتوبر تک مقررہ رقم پوری کرنے والی جماعتوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) گورداسپور (۲) پٹھانکوٹ (۳) برج درگس (۴) دھرم کوٹ بگہ (۵) سیکھواں (۶) چانگریاں (۷) موسےوالہ (۸) سمبڑیال (۹) محلانوالہ (۱۰) بھینی شرقپور (۱۱) وزیرآباد (۱۲) جڑانوالہ (۱۳) شورکوٹ (۱۴) سلانوالی (۱۵) خوشاب (۱۶) گجرات (۱۷) ایبٹ آباد (۱۸) لارنس پور (۱۹) پشاور (۲۰) ملاکنڈ (۲۱) پڑیال (۲۲) سرائے نورنگ (۲۳) خانیوال ملتان (۲۴) ڈیرہ غازی خان (۲۵) مظفرگڑھ (۲۶) عارف والہ (۲۷) کوٹ کبورہ (۲۸) لدہانہ (۲۹) انبالہ (۳۰) ترنجانہ (۳۱) دہلی (۳۲) کرنال (۳۳) کوئٹہ (۳۴) چندوسی (۳۵) کلکتہ (۳۶) سکندرآباد (۳۷) اڈنگور (۳۸) عبادان (۳۹) جے پور (۴۰) اٹاوہ (۴۱) چک ۹۸ (۴۲) چک ۳۳

۲۵ نومبر تک رقم پوری کرنے والی جماعتوں کی فہرست یہ ہے۔

(۱) قادیان (۲) کڑی افغاناں (۳) طالب پور بھنگواں (۴) قلعہ لال سنگھ (۵) ہرسیاں والی (۶) بدوملہی (۷) خانوانی میانوالی (۸) ماڑو وال (۹) اجنالہ ترن تارن (۱۰) ننکانہ (۱۱) پنڈی چری (۱۲) گوجرانوالہ (۱۳) چک ۵۲۵/۵۲۲ لائلپور (۱۴) چک جھمرہ (۱۵) ٹوبہ ٹیک سنگھ (۱۶) چک ۳۷۶ (۱۷) دھیرکے کلاں (۱۸) جلال پور جٹاں (۱۹) ڈنگہ (۲۰) پنڈی بہاؤ الدین (۲۱) نوشہرہ (۲۲) جمرود خیبر ایجنسی (۲۳) ملتان (۲۴) حسن پور ملتان (۲۵) اوچ (۲۶) چک ۱۱/۱۱۰ (۲۷) منتگری (۲۷) ریاست بیاس (۲۸) فیروزپور (۲۹) ٹنگیری (۳۰) سرہند (۳۱) غوث گڑھ (۳۲) نابھ (۳۳) میرٹھ (۳۴) شاہجہانپور (۳۵) گھٹولہ (۳۶) بمبئی (۳۷) محبوب نگر (۳۸) ناگپور (۳۹) مانڈلے۔

نوٹ:۔ باوجودیکہ زمیندار جماعتوں کی میعاد آخر دسمبر تک ہے۔ بعض نے رقم پوری کر دی ہے۔ اور ان کا نام اسی فہرست میں آ گیا ہے۔ دوسری زمیندار جماعتوں کی فہرست جو آخر دسمبر تک پوری کریں گی۔ بعد دسمبر شائع ہو گی۔

اسی طرح بیرونی ہند کی جماعتوں کیلئے چونکہ ۱۵ دسمبر تک میعاد ہے۔ اس لئے انکا ذکر بھی بعد میں کیا جائیگا۔ (قائم مقام ناظر بیت المال)

وصیتیں

نمبر ۳۲۹۳ :- میں سماۃ کرم بی بی زوجہ چودھری مولا بخش صاحب ساکن لدھیکے اونچے ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع لاہور۔ قوم جٹ۔ عمر تخمیناً ۵۵ سال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ بجے کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر ما صہ کنٹھہ طلائی قیمتی مالصہ بندھی طلائی قیمتی مالہ۔ پہونچیاں طلائی یک جوڑہ قیمتی مالعہ کانٹے طلائی یک جوڑہ قیمتی للعہ۔ کل میزان معمامار

العبد :- کرم بی بی موصیہ۔ گواہ شد :- مولا بخش آڈیٹر انجمن ہائے امداد باہمی خاوند موصیہ ساکن لدھیکے اونچے تحصیل و ضلع لاہور۔ گواہ شد :- محمد عبد اللہ کلرک فیروز پور۔ آرسنل۔

نمبر ۳۲۹۴ :- میں چودھری علی بخش ولد چودھری فضل داد صاحب قوم جٹ باجوہ چک ۳۳ جنوبی ڈاکخانہ چک ۳۴ سرگودھا ضلع شاہ پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۳ ۲۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری اس وقت جائداد موجودہ حسب ذیل ہے۔ پندرہ گھماؤں اراضی ملکیت و موروث جدی و خود پیدا کردہ واقع موضع قاضی پارنگ ضلع سیالکوٹ ہے۔ جس میں سے تین گھماؤں زمین میں نے اپنی بیوی سماۃ عائشہ کے نام ہبہ کر دی ہے۔ باقی ماندہ ۱۲ گھماؤں زمین ہے جس کی قیمت مبلغ چار ہزار آٹھ سو روپیہ ہے۔ (۲) دو مربعہ اراضی نہری جو چک ۳۳ جنوبی تحصیل سرگودھا ضلع شاہ پور نہر جہلم پر بصیغہ گھوڑی پالی ملی ہوئی ہے۔ اس کی قیمت بارہ ہزار روپے ہے۔ میں اس جائداد مندرجہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتا ہوں۔ کہ میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط

العبد :- علی بخش نمبردار ۹/۳ ۲۹۔ گواہ شد :- نذیر احمد بقلم خود۔ گواہ شد :- حاکم علی نمبردار، سفید پوش چک ۹ پنیار۔

نمبر ۳۲۹۵ :- میں سماۃ عائشہ بی بی زوجہ چودھری علی بخش صاحب۔ چک ۳۳ جنوبی۔ ڈاک خانہ چک ۳۴ سرگودھا ضلع شاہ پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۳ ۲۹ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد موجودہ تین گھماؤں اراضی زرعی واقع موضع قاضی پارنگ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ جس کی قیمت مبلغ بارہ سو روپیہ ہے۔ اور مہر اپنے خاوند سے وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ میں جائداد مندرجہ بالا کے ۱/۱۰ حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید وصیت کی مد میں لے لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد :- نشان انگوٹھا موصیہ۔

گواہ شد :- حاکم علی نمبردار چک ۹ پنیار۔

گواہ شد :- علی بخش نمبردار خاوند موصیہ۔

عراق ریلوے

نجف۔ کربلا۔ بغداد۔ کاظمین اور سمارا کے مقدس مقامات کی زیارت کا محفوظ ترین اور سب سے زیادہ آرام دہ راستہ عراق ریلوے کا ہے۔ اسی طرح حج کے سفر کا آسان راستہ بھی یہی ہے۔ کہ پہلے عراق جایا جائے۔ اور وہاں سے سیدھا براستہ دمشق اور یروشلم۔ مکہ اور مدینہ۔ اور اس طرح دو علیحدہ علیحدہ زیارتوں کے اخراجات بچ سکتے ہیں۔

زائرین کے لئے خاص تخفیف شدہ کرائے

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) اور واپس بصرہ

سیکنڈ کلاس ۲۷ روپے ۸ آنے۔ تھرڈ کلاس ۲۰ روپے

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) سمارا اور واپس بصرہ

سیکنڈ کلاس ۴۷ روپے اور تھرڈ کلاس ۳۲ روپے

ٹکٹ ۱۵۰ یوم تک قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور پچاس کلو وزن فری لے جایا جا سکتا ہے۔

۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں کا کرایہ نصف ہوتا ہے۔

یکطرفہ سفر کے ٹکٹ بھی بصرہ سے کربلا اور بغداد یا عراق کے کسی اور مقام کے مل سکتے ہیں۔

بصرہ سے سپیشل تھرو گاڑیاں۔ کربلا اور کاظمین کے لئے بصرہ سے گاڑیاں لگائی جاتی ہیں۔ کربلا کے سفر میں ۱۹ گھنٹے اور بغداد (کاظمین) کے سفر میں تیئیس گھنٹے خرچ ہوتے ہیں۔ گاڑیاں ان تمام سٹیشنوں کے درمیان روزانہ چلتی ہیں۔ ٹکٹ اور تفصیلی معلومات حسب ذیل پتوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں:-

(۱) مولوی محمد باقر حاجی دیو جی جمال کا مسافر خانہ جیل روڈ۔ عمر کھادی۔ بمبئی۔

(۲) مسٹر ای۔ آئی۔ لوٹیا۔ کوئی وادا۔ پوسٹ نمبر ۳۔ بمبئی۔

(۳) مسٹر داؤد حاجی نامر آنریری سکرٹری۔ فیض پنجتانی۔ پالاگلی بمبئی۔

(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمت اللہ۔ کارادر۔ کراچی۔

(۵) مسٹر عبد العلی S. K عیلی جی۔ معرفت میسرز یوسف علی علی بھائی کریم جی اینڈ کو بیپر روڈ۔ کراچی۔

(۶) دی آنریری سیکرٹری۔ فیض پنجتنی۔ معرفت حاجی جیٹھا بھائی گوکل۔ کوڈی گارڈن۔ کراچی۔

یا

دی ایجنٹ گورنمنٹ ریلویز عراق امر چند بلڈنگ

بیلرڈ اسٹیٹ بمبئی

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

۱۱ اپ اور ۱۲ ڈاؤن زائد پسنجر گاڑیاں جن کے متعلق اعلان کیا گیا تھا۔ کہ جیکب آباد اور کشمور کے درمیان یکم دسمبر ۱۹۳۰ء سے جاری ہونگی۔ اب یکم جنوری ۱۹۳۱ء سے چلنی شروع ہونگی۔ اور حسب ذیل سابقہ اعلان کردہ اوقات پر ہی چلا کریگی

۱۲ ڈاؤن		۱۱ اپ	
روانگی کشمور	۱۵-۴۵	آمد کشمور	۱۱-۰
آمد جیکب آباد	۲۰-۴۵	روانگی جیکب آباد	۶-۰

کشمور اور جیکب آباد کے درمیان ۸ ڈاؤن پسنجر گاڑی کے اوقات میں تبدیلی جس کا پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ بھی یکم جنوری ۱۹۳۱ء سے ہی ہوگی۔

سی۔ ایس۔ ایم۔ سی۔ واٹسن کرنل۔ چیف اوپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ۔ — صدر دفتر این ڈبلیو۔ آر۔

۲۷ر نومبر ۱۹۳۰ء

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— لندن۔ ۲۸ر نومبر۔ آج بعد دوپہر فیڈرل تعلقات کی کمیٹی کا پہلا اجلاس ہوا جس کے بعد حسب ذیل بیان شایع کیا گیا۔ وزیر اعظم نے جو اس جلسے کے صدر تھے بیان کیا۔ کہ عام تجویز یہ ہے۔ کہ لارڈ سینکے کے تیار کردہ عنوانات پر عام بحث و تمحیص کی جائے۔ جس کے بعد ان عنوانات کو خاص سب کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے۔ کہ وُہ ان کے عملی امکانات کی تحقیقات کر کے وُہ تجاویز پیش کریں۔ جن سے مشکلات حل کی جاسکیں۔ اس کے بعد ان سب کمیٹیوں کی رپورٹوں پر تمام کانفرنس کی کمیٹی میں غور کیا جائے۔ اس کے بعد لارڈ سینکے کے عنوانات کو باتفاق رائے منظور کر لیا گیا۔ ان سے پہلے تمہید کے طور پر چند فقرات شامل کر لئے گئے۔ بعض اصحاب نے کوشش کی۔ کہ ان فقرات میں کسی جگہ درجہ مستعمرات کا لفظ آجائے۔ لیکن قرار پایا۔ کہ اس خیال کو ترک کر دیا جائے۔ فیڈرل تعلقات کی کمیٹی میں لارڈ سینکے کے عنوانات پر بحث کے دوران میں صرف ایک رکن نے اس بات کی تائید کی۔ کہ مقدمہ میں درجہ مستعمرات کا لفظ درج کیا جائے۔ یہ مقدمہ اس تجویز کے متعلق ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کی خوشحالی بہترین طور پر فیڈرل یونین ہی کے ذریعے سے ہو سکتی ہے۔

——— "ڈیلی میل" کا نامہ نگار ہوائی جہاز کے ذریعہ سے حسب ذیل بیان ارسال کرتا ہے۔ میری دیانتدارانہ رائے ہے۔ کہ مسلم اقلیت مفاہمت کے لئے سخت مضطرب ہے۔ اور اس کا رویہ سب سے زیادہ مصالحانہ اور رواداراانہ ہے۔ ہز ہائی نس آغا خان کی زیر قیادت مسلم نمائندوں اور علی الخصوص مسلم رہنماؤں نے حب وطن کا ایسا روشن ثبوت دیا ہے۔ کہ کسی کو اس کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں۔ ڈاکٹر مونجے کی ہٹ دھرمی کا یہ عالم ہے۔ کہ وُہ سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن ان کی سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آتی۔ کہ جب تک فرقہ وار مسائل کا تصفیہ نہ ہو جائیگا۔ اس وقت تک جدید مرکزی حکومت کا دستور کس طرح مرتب ہو سکیگا۔ مسٹر جیکر تجاہل عارفانہ سے کام لے کر منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہیں۔ اور اگرچہ جانتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر مونجے کی تجاویز مجذوب کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ لیکن ایسا کوئی لفظ زبان سے نکالنا نہیں چاہتے جس میں مسلمانوں کی حمایت کا کوئی شائبہ بھی پایا جاتا ہو۔

——— نیو دھلی۔ ۲۹ر نومبر۔ آج بعد دوپہر سر فلپ چیٹووڈ جدید سپہ سالار افواج ہند یہاں پہونچ گئے۔ استقبال کے بعد سر فلپ نے گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا۔

——— دھلی۔ ۲۹ر نومبر۔ دفتر اصلاحات نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ اخبارات میں اس مضمون کے متعلق بیانات شائع ہوئے ہیں۔ کہ حکومت ہند نے آئینی انتظامات کے متعلق آخری سفارشات بھیج دی ہیں۔ یہ بیانات بالکل بے بنیاد ہیں۔ گول میز کانفرنس میں جس قدر تجاویز پیش ہوئی ہیں۔ حکومت ان سے بخوبی واقف ہے لیکن یہ اس قدر مبہم ہیں۔ کہ ان کی بناء پر حکومت کسی قسم کی سفارش نہیں کر سکتی۔

——— لاہور۔ ۳۰ر نومبر۔ نواب صاحب ڈھاکہ مسلم کشمیری کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کے لئے لاہور آرہے تھے۔ لیکن جس وقت آپ کلکتہ پہونچے۔ تو آپ کو مجلس استقبالیہ کی طرف سے تار موصول ہُوا۔ کہ کانفرنس دسمبر کی آخری تاریخوں پر ملتوی کر دی گئی ہے۔ مجلس استقبالیہ کے ارکان نواب صاحب کے استقبال کے لئے لاہور سٹیشن پر گئے۔ مگر انہیں مایوس ہو کر واپس آنا پڑا۔ بعد میں انہیں معلوم ہوا۔ کہ بعض نامعلوم اشخاص نے شرارت سے کام لیکر نواب صاحب کو جعلی تار بھیجدیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ رک گئے۔ اب کانفرنس اخیر دسمبر تک ملتوی ہو گئی ہے۔

——— لاہور۔ ۳۰ر نومبر۔ آج قلعہ لاہور کے باہر سودیشی بازار کا افتتاح کیا گیا۔

——— بنارس۔ ۲۹ر نومبر۔ سیاسی وجوہ کی بناء پر بنارس یونی ورسٹی کی سرکاری امداد بند کر دی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سرکاری گرانٹ کی بندش کے خدشہ سے بعض مدارس کے ارباب بست و کشاد نے قومی جھنڈا اکھاڑ دیا تھا۔

——— مدراس۔ ۳۰ر نومبر۔ مدراس میں رات بھر سخت آندھی چلتی رہی۔ ایسا طوفان باد کئی سال سے دیکھنے میں نہیں آیا۔ بے شمار درخت گر گئے۔

——— ریاست بھرت پور کے ایڈمنسٹریٹر میجر رابسن نے اعلان کیا ہے۔ کہ چونکہ ریاست بھرت پور تقریباً دیوالیہ ہو گئی ہے۔ اس لئے وُہ قرضہ جات پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔

——— ٹوکیو۔ ۲۸ر نومبر۔ سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ زلزلہ سے ۲۵۹ آدمی ہلاک اور ۱۵۲ زخمی ہوئے۔ ۳۳۵۰ مکان کاملاً منہدم ہو گئے ہیں۔ اور ۵۵۴۲ مکان جزوی طور پر شکستہ ہوئے سڑکوں اور دریائی کناروں کے نقصان کا اندازہ ۳۰ لاکھ پونڈ تک کیا گیا ہے۔

——— قاہرہ۔ ۲۸ر نومبر۔ ایک اخبار رقمطراز ہے۔ کہ سابق شاہ عرب شریف حسین جزیرہ قبرص سے عمان کے راستے حیفہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔

——— بمبئی۔ ۲۹ر نومبر۔ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے سارجنٹ میکنٹری اور ایک کانسٹبل کے خلاف سمن جاری کر دیئے۔ الزام یہ ہے۔ کہ سارجنٹ نے ایک لڑکی کی عفت پر حملہ کیا جبکہ وُہ حوالات میں تھی۔

——— لاہور۔ ۳۰ر نومبر۔ آج آریہ سماج انارکلی اور آریہ سماج وچھو والی کے سالانہ جلسوں میں علی الترتیب اکسٹھ ہزار اور ۵۲۳۷۵ روپیہ اکٹھا ہوا۔

——— لندن۔ ۲۹ر نومبر۔ فری پریس کا لندنی نامہ نگار لکھتا ہے۔ مسلم ڈیلیگیٹوں کے اس فیصلہ نے کہ ہم کسی ایسے معاملہ پر غور کرنے پر آمادہ نہیں۔ جس میں جداگانہ حلقہ ہائے نیابت کا انتظام نہ ہو۔ ایک نیا باب کھول دیا ہے۔

——— لاہور۔ ۲۹ر نومبر۔ "جواہر ڈے اور لاجپت ڈے" کی تقریبوں پر گجرات سپیشل جیل میں ایک جلوس نکالا گیا۔ اور قومی جھنڈا لہرایا گیا تھا۔ اس کی سزا کے طور پر حکام جیل نے دو ماہ کے عرصہ کے لئے جلوس نکالنے والوں کی ملاقاتیں بند کر دی ہیں۔

——— لندن۔ ۲۹ر نومبر۔ ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار مقیم لندن رقمطراز ہے۔ کہ جہاں ایک طرف فیڈرل حکومت قائم کرنے کے متعلق سرگرمیاں جاری ہیں۔ اور نیا دستور اساسی مرتب کیا جارہا ہے۔ وہاں وار آفس۔ انڈیا آفس اور فوجی محکمہ کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وُہ ایسی سکیم مرتب کریں۔ جس سے ۲۵ سالوں میں ۲۰ ہزار گورہ سپاہیوں کی تخفیف کی جاسکے۔

——— چاندپور۔ یکم دسمبر۔ آج صبح ۴ بجے دو نوجوان کلکتہ جانے والی ڈاک گاڑی کے دوسرے درجہ سے باہر نکلے۔ تو انہوں نے مسٹر تریبی این مکرجی انسپکٹر پولیس پر فائر کیا۔ جس سے وُہ شدید مجروح ہُوا۔ ملزم تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر بھاگ گئے۔ مجروح انسپکٹر کو ہسپتال لے جارہے تھے۔ کہ وُہ راستہ میں ہی مر گیا۔ ملزمین کا ابھی تک کوئی سُراغ نہیں ملا۔

——— لکھنؤ۔ یکم دسمبر۔ سکرٹری صاحب شیعہ کانفرنس تار کے ذریعہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا تیکیسواں سالانہ اجلاس جو ۲۸ تا ۳۰ دسمبر بمقام منٹگمری منعقد ہونے والا تھا۔ تعطیلات ایسٹر (الہر تعطیلات ۶ر اپریل) پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

——— لندن۔ ۳۰ر نومبر برطانیہ عظمی کی انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن اور ڈاکٹر اور نگ جی ڈزیلو نے ایک ضیافت میں جو ویر سوامی ریسٹارنٹ میں ہوئی۔ لندن میں ایک ہندوستانی ہسپتال قائم کرنے کی سکیم پیش کی۔

——— دھلی۔ یکم دسمبر۔ سر بھوپندرا مترا آئندہ سال کے ماہ جولائی سے لندن میں ہندوستان کے ہائی کمشنر مقرر کئے گئے۔

——— نئی دھلی۔ ۲۸ر نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہز ایکسیلنسی لارڈ اور لیڈی ارون اور پارٹی ۲ر دسمبر کو دورہ پر روانہ ہو گئی۔ اور ۹ر دسمبر کو کلکتہ پہونچے گی۔ لارڈ اور لیڈی ارون کلکتہ کے بعد آسام تشریف لیجائینگے۔ اور وسط جنوری سے پیشتر واپس دھلی آجائینگے۔

——— لندن۔ ۲۷ر نومبر۔ آج ایک لنچ کے موقعہ پر جو ۱۰ ڈاؤننگ اسٹریٹ میں ہوا۔ مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم اور مس میکڈانلڈ کے مہمان۔۔۔ [illegible] سر محمد شفیع۔ [illegible] چودھری ظفر اللہ خان۔ [illegible] عبداللہ [illegible]

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر الفضل کے لئے قادیان سے شایع کیا